© rasailojaraid.com

شذرات

اس وقت تک جو مغرب سے مشرق کو دو جنگیں آئیں ہیں وہ دونوں مغرب سے آئی ہیں اور اس وقت جو بوسینا اور سرف کا معاملہ ہے وہ بھی مغرب کا معاملہ ہے جس سے ملک میں جنگ پھیلنے کا خطرہ ہے ان ملکوں کے متعلق جو اصل حقیقت ہے وہ یہ ہے کہ ترقی میں جب مسلمانوں کی دنیا میں بڑی آزاد حکومت تھی تو بلقان کی ریاستوں کا قبضہ بھی ترکی کے ہاتھ میں تھا۔ بوسینا کا خطہ بڑا زرخیز تھا۔ وہاں کے اصل باشندے اسلامی مذہب کے حقائق کو دیکھ کر مسلمان ہوتے جاتے تھے۔ وہاں کی عیسائی آبادی کو اس سے بڑا غصہ تھا اور وہ اپنے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف دل کے اندر حسد رکھتے تھے۔ ان کو موقعہ ملا جب ترکی کی خلافت کا خاتمہ ہوا اور بلقان کی ریاستیں بٹ گئیں۔ ٹیٹو کے دور میں کمیونسٹ اور مسیحی حکومتوں دونوں کی طرف سے ٹیٹو کی حمایت کی جاتی تھی۔ رومانیہ اور یونان کی بھی بلقانی ریاستوں کی حمایت کی جاتی تھی اور آج تک ان کی طرف سے ان ریاستوں کی حمایت کی جاتی ہے۔ اشتراکیت کے خاتمہ کے بعد مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اور مسلمانوں پر بمباری ہوتی رہی ہے، اقوام متحدہ پر یورپ کے مالداروں کا قبضہ ہے۔ اگر یہ انسانیت کا مسئلہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے پھر بھی فیصلے وہی ہوتے ہیں جس سے مسلمانوں کی بربادی ہوتی ہے۔ سرف کو اسلحہ کا انبار ملتا ہے اور ان کے ہاں اسلحہ کی فراوانی موجود ہے پھر بھی اقوام متحدہ کی بندش ہوتی ہی تو اس میں بوسینا کو بھی شمار کیا جاتا ہے حالانکہ ان کے ہاں اسلحہ نہیں ہے۔ مسلمان اگر ان کو کچھ دینا چاہتے ہیں تو وہ خوراک کا مسئلہ ہوتا ہے۔ باقی ہتھیار اور اسلحہ وہ ان کو دینا چاہتے۔ اس حالت میں بوسینا پر حملے ہوتے رہتے ہیں لیکن اسلحہ کے ہونے کی وجہ سے وہ ان کا دفاع نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے پاس اسلحہ نہیں، جب عراق اور کویت کا مسئلہ تھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تو یورپ بڑا مستعد تھا، فوجیں آئیں تھیں لیکن اب جو ریاستوں کا معاملہ ہے اس میں مسلمانوں کی طرف سے کوئی بات نہیں سنی جاتی اور نہ ہی اس میں کویت اور عراق والی تیزی آتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام باتیں محض اس لیے ہو رہی ہیں کہ آج کا معاملہ محض مسلمانوں کا ہے اور بوسنیا والے مظالم برداشت کر رہے ہیں۔

ایران نے اسلام کے متعلق جو رویہ اختیار کیا ہے وہ دنیا کے جملہ مسلمانوں کا ہونا چاہیے۔ انہوں نے ان واقعات کو عالم بشریت خصوصاً دنیائے اسلام کے لیے ایک تلخ اور غم انگیز حقیقت جانا کہ بوسنیا کے عوام صرف اس جرم پر قتل کیے جا رہے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں اور اسلامی اصولوں پر کاربند ہیں۔

اب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ سربوں کے اس ظالمانہ رویہ پر یورپ اور مغربی ملکوں کا سکوت دراصل اسلام دشمنی کی بنا پر ہے اور یوں لگتا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف ایک نئی صلیبی جنگ کا آغاز ہے۔ ایران میں یہ واضح ہو چکا ہے کہ آج ایک متحدہ اسلامی تحریک کی شدید ضرورت ہے اور آج کل کا انقلابی مسلمان اسلام اور قرآن کی پیروی کرتے ہوئے بوسنیا کے مسئلے کو کبھی فراموش نہیں کریں گے۔ دنیا یہ خیال نہ کرے کہ گزرتا ہوا وقت ہمیں اس حقانیت سے گریز کرنے پر مجبور کر سکے گا۔ انہوں نے اس بات کا اطمینان کیا ہے کہ اسلامی ممالک اپنی افواج کو بوسنیا پر بھیجنے کے لیے آمادہ ہیں۔ یہ تو تھی ایرانی حکومت اور وہاں کے عوام کی خواہش، سعودی عرب کا فرمانروا اس وقت مسلمانوں کا بڑا مالدار انسان ہے اور وہ علمی لحاظ سے بھی بڑی وقعت رکھتا ہے انھوں نے بھی اقوام متحدہ پر بڑا زور دیا ہے کہ وہ بوسنیا کے لیے اسلحے کے حصول پر عائد پابندی ختم کرے۔ جدہ میں مسلم ممالک کے وزراء خارجہ کے خصوصی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے سعودی عرب کے شاہ فہد نے اگرچہ اقوام متحدہ کی بحیثیت مجموعی تعریف کی لیکن انھوں نے یہ بھی کہا کہ بوسنیا کے سربیائی جارحیت کے خلاف اپنے دفاع کا جائز حق ملنا چاہیے۔ جدہ کانفرنس کے صدر نے بھی خطاب کیا اور اس امر کی صاف الفاظ میں وضاحت کی کہ ان کے ملک کو ہتھیار جمع کرنے کا شوق نہیں وہ تو صرف محدود پیمانے پر دفاعی ہتھیار چاہتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دو سال کے عرصے میں بوسنیا پر دشمنوں کے جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے ۲۵ لاکھ نفوس ہیں جن پر مظالم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے ہیں۔ بوسنیا کی امداد کرنے والوں میں سعودی عرب، پاکستان، انڈونیشیا، کویت اور متحدہ عرب امارات سرفہرست ہیں بوسنیا کے صدر اور وزیر خارجہ نے پاکستان کا دورہ کیا۔ حکومت نے اس موقع پر بوسنیا کے لیے امداد اور قرضے کا اعلان کیا۔ شاہ فہد نے بوسنیا کے مسلمانوں کے لیے امدادی فنڈ قائم کیا ان حکومتوں کے علاوہ ایرانی حکومت نے کئی مرتبہ بوسنیا کو اسلحہ کی فراہمی کی کوشش کی، دورہ پاکستان کے دوران وزیر خارجہ کو بھی کئی لاکھ روپیہ کا عطیہ پیش کیا گیا ترکی اور ایران نے بوسنیا کے یتیم بچوں کی بڑی تعداد کو اپنے یہاں پناہ دیے اور ان کی پرورش کا ذمہ اٹھایا۔

عرصہ سے ہندوستان میں بابری مسجد کا مسئلہ چلا آ رہا تھا۔ ایک تاریخی مسجد کو منہدم کرنے کے لیے وقت بوقت ہندوؤں کی طرف سے کئی قسم کی باتیں کی جا رہی تھیں۔ مسلمانوں نے قانون اور عدل و انصاف کی جو بات بھی ہوتی تھی اس میں وہ پورے عدل و انصاف سے چل رہے تھے۔ اول بات جو عدالت کی تھی مسلمانوں کو اس پر اعتماد تھا اور عدالت نے یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ بابری مسجد ہر حال میں سلامت رہے گی مندر کا معاملہ الگ ہے اور ہندوؤں کو بھی عدالت کی طرف سے کہا گیا تھا بابری مسجد کی بنا کسی بھی خصومت کی بنا پر نہ تھی بلکہ محض اللہ پاک کی عبادت کے لیے تھی، وہاں مخالفوں کی طرف سے کوئی بھی یہ تاریخی شہادت نہ تھی کہ یہ سری رام چندر کی ولادت کی جگہ ہے۔ وغیرہ، اس کے لیے نہ تو تاریخی گواہ موجود ہے اور نہ مذہبی شہادت موجود ہے۔ اس واقعہ کو صدیاں گزر گئیں آج تک کوئی شہادت موجود نہیں، پھر بھی عام ہندوؤں کو بھی محض ایودھیا کے نام پر پکارا گیا تھا اور جھوٹے بیانات سے لوگوں کو اتنا بھڑکایا گیا تھا کہ بھارتی فوج بھی مسلم کش فسادات روکنے میں ناکام ہو گئی اور مخالفوں نے ایودھیا پر قبضہ کر کے مسجد کو منہدم کر دیا جس کے نتیجے میں شہیدوں کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہو گئی۔ بنگلہ دیش اور پاکستان سراپا احتجاج بن گئے۔ وسطی ایشائی ریاستوں ریاستوں اور تہران میں مظاہرے ہوئے، افغانستان میں بھی ایک ہنگامہ برپا ہو گیا ہندوستان کی حکومت جو کہ کانگریس کی حکومت تھی اور اچھے خاصے مسلمان بھی ان کے ساتھ ہیں ان کا بھی خیال نہ رکھا گیا۔ اب حکومت کے لیے ضروری ہے کہ ہندوستان کی سیکولر اسٹیٹ کو بحال رکھیں اور بابری مسجد کی از سر نو تعمیر کرائیں یہی اس کی حق انصافی ہو گی اور دنیا میں اسکا انصاف ہوگا ورنہ یہ جھگڑا چلتا رہے گا اور آئندہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے لیے خطرات ہوں گی ورنہ یہ جھگڑا چلتا رہے گا۔

© rasailojaraid.com